بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حرفِ اوّل

حکمتِ قرآن کے سابقہ شمارے میں محترم ڈاکٹر اسرار احمد صاحب کی ان فکر انگیز تحریروں کے حوالے سے ایک اہم بحث کا آغاز ہوا تھا جو 'عظمتِ صوم' اور 'حقیقتِ زندگی، موت، اور انسان' کے عنوان سے مئی ۱۹۸۸ء کے شمارے میں اشاعت پذیر ہوئی تھیں۔ محترم ڈاکٹر صاحب کی تحریروں کی تصویب و توثیق میں ہمیں جو متعدد خطوط موصول ہوئے تھے اُن میں سے دو کو ہم نے حکمتِ قرآن کے صفحات میں جگہ دی تھی۔ ایک خط حیدر آباد سندھ کے نوجوان محبِ دین دانشور جناب موسیٰ بھٹو صاحب کا تھا، جنہوں نے محترم ڈاکٹر صاحب کے افکار سے کامل اظہارِ اتفاق کرتے ہوئے خیر خواہانہ انداز میں انہیں کسی مربّی و مزکّی کی صحبت اختیار کرنے کا مشورہ دیا تھا۔ اور دوسرا خط سکھر سے جناب نجیب صدیقی کا ارسال کردہ تھا جنہیں محترم ڈاکٹر صاحب کی تحریریں اپنے دل کی آواز معلوم ہوئی تھیں لیکن ساتھ ہی انہوں نے کچھ عملی سوالات بھی اُٹھاتے تھے کہ روحانی بیماریوں کا علاج کس طور سے ہو اور کسی دینی تنظیم سے وابستہ افراد کو اس کی تلافی کے لیے کیا کرنا ہوگا! ہم نے پچھلے شمارے میں وعدہ کیا تھا کہ محترم ڈاکٹر صاحب ان مسائل پر جلد ہی قلم اٹھائیں گے اور جو کچھ وہ اس سلسلے میں تحریر فرمائیں گے' اسے حکمتِ قرآن میں شائع کر دیا جائے گا۔ محترم ڈاکٹر صاحب کی مصروفیات چنداں محتاجِ وضاحت نہیں۔ ماہ رمضان کے بعد سے بیرونِ لاہور ان کی دعوتی و تحریکی مصروفیات میں غیر معمولی اضافہ ہوا ہے' تاہم اُن کا پختہ ارادہ ہے کہ اپنی پہلی فرصت میں اِن موضوعات پر قلم اٹھائیں گے۔ اللہ سے دعا ہے کہ وہ اُن کے ارادے کو پُورا فرمائے۔

اِسی دوران مذکورہ بالا موضوع سے متعلق متعدد مزید خطوط بھی ہمیں موصول ہوئے ہیں۔ اگرچہ اِن میں سے اکثر تائیدی نوعیت کے ہیں، تاہم بعض شدید تنقید پر بھی مشتمل ہیں۔ ان تازہ موصول ہونے والے خطوط میں سے بھی دو کو اس خیال سے ہدیۂ قارئین کیا جا رہا ہے کہ ان کے ذریعے اِس بحث کے کچھ مزید گوشے قارئین کے سامنے آئیں گے۔ پہلا خط سعودی عرب میں مقیم ہمارے ایک رفیق مولانا قاری عبد الباسط صاحب کا ہے۔ قاری صاحب ایک نوجوان، ذہین، باصلاحیت پختہ کار عالمِ دین

ہیں۔ ابھی حال ہی میں قافلۂ تنظیم میں شامل ہوئے ہیں۔ مسلکِ اہلِ حدیث سے ذہنی و قلبی مناسبت رکھتے ہیں۔ محترم قاری صاحب نے اپنے خطوط میں حقیقتِ روح اور روحانیت سے متعلق محترم ڈاکٹر صاحب کے خیالات و افکار پر کھُل کر تنقید کی ہے اور اپنا نقطۂ نظر وضاحت سے بیان کیا ہے۔ اُن کے خطوط کے اُن حصّوں کو جن میں اظہارِ اختلاف کیا گیا ہے، شامل اشاعت کیا جا رہا ہے۔

" مکرم و محترم جناب قمر سعید قریشی صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

...... حکمتِ قرآن کے تازہ شمارے میں " الصوم لی " کے عنوان سے جو تحریر محترم امیر تنظیم نے لکھی ہے، مجھے اس پر بھی شدید علمی اختلاف ہے جس کا ذکر ان کے نام میں اپنے عریضہ میں کر چکا ہوں۔ اقامتِ دین اور رجوع الی القرآن کی تحریک و دعوت کو اگر ہم نے تصوف کی بھول بھلیوں اور من گھڑت و غلط افسانوں اور باطنی عقائد کے ساتھ خلط ملط کر دیا تو ایک المیہ ہوگا۔[1] میرا اپنا ایک ذہن ہے اور ایک مشن ہے اور وہ یہ کہ میں ہر اُس شخص کے ساتھ مل کر کام کر سکتا ہوں اور ہر اُس شخص کا ساتھی ہوں کہ جس کا عقیدہ صحیح ہو اور کسی بھی قسم کے لغویات اور دوسری فضولیات سے پاک ہو، بصورتِ دیگر کوئی بھی امکان نہیں ہے۔ میں نے اسی وجہ سے اپنے بعض اکابر اور اساتذہ کو چھوڑ دیا کہ انہوں نے عقائد کے سلسلے میں ٹھوکریں کھائیں اور پھر میری بار بار کی توجہ دلانے اور تنبیہہ پر بھی انہوں نے اپنے غلط موقف سے رجوع نہ کیا اور نہ ہی قرآن و سنّت سے اس بارے میں دلیل صحیح مہیا کر سکے اور نہ مجھے مطمئن کر سکے۔ ہر معاملے میں قولِ فیصل قرآن و سنّت ہے، لہٰذا کسی بھی تاریخی و مذہبی روایت و حکایت کو اسی کسوٹی پر پرکھا جائے گا، تو غرض یہ تھی کہ اس اختلاف کی وجہ سے بعض اساتذہ ناراض ہو گئے لیکن الحمد للہ

---

[1] ابن تیمیہ رحمہ اللہ اور بعض دوسرے اکابرِ امت نے اسی لئے بڑی عجیب نکتے کی بات لکھی ہے اور وہ یہ کہ " تصوّف کا لفظ یا اس کی کوئی خاص تعبیر و شکل ہمیں خیرِ قرون میں کہیں بھی نہیں ملتی "۔ اگرچہ بعض دوسرے علمائے امت نے صرف اُس تصوّف کو تسلیم کیا ہے جو کہ قرآن و سنّت کے مطابق ہو۔

اپنے بھی خفا مجھ سے ہیں بیگانے بھی ناخوش
میں زہرِ ہلاہل کو کبھی کہہ نہ سکا قند

یہ سطور ختم ہی کر رہا تھا کہ محترم اصغر حبیب صاحب نے جناب امیر تنظیم کا ایک کتابچہ لا کر دیا جس کا عنوان ہے "زندگی، موت اور انسان" تفصیل سے پڑھ کر حیرت میں پڑ گیا اور تا حال سخت ششں و پنج میں ہوں کہ اب اس پر کیا لکھوں؟

نجانے امیر محترم کو آخر میں کیا سوجھی کہ وحدت الوجود اور تصوف کی بھول بھلیوں میں گم ہو رہے ہیں، تحریک رجوع الی القرآن اور اقامت دین کا اس قسم کی تحریروں اور اس قسم کے مسائل سے کیا تعلق ہے؟

منصور حلاج، بایزید بسطامی اور دوسرے لوگوں کے وہ جملے نقل کئے گئے ہیں جس کا حکم (ظاہری الفاظ کا حکم) کفر ہے۔ میں کوشش کروں گا کہ اگر مجھے فرصت کے لمحات میسر آ جائیں تو اس کتابچے کے بارے میں اپنا علمی و تفصیلی نکتۂ نظر لکھ کر آپ کے نام ارسال کر سکوں اور اس کی فوٹو کاپی محترم امیر تنظیم کے نام بھی۔

نجانے اس کتابچے کی اشاعت اور نشر و اشاعت کے بعد ہم کتنے فرقوں اور کتنے معترضین کے درمیان پھنس جائیں گے۔ "سبحانی ما اعظم شانی" یہ کیا ہے؟ اور پھر "انا الحق" اور اسی طرح "لیس فی جبتی الا اللہ" یہ وہ جملے ہیں کہ ہم اب جہاں بھی جائیں گے، ہم سے انہی کے بارے میں پوچھ گچھ ہوگی۔ ؎

کوئی بتلاؤ کہ ہم بتلائیں کیا ......

دوسرا خط حافظ آباد سے ہمارے ایک ساتھی پروفیسر عبداللہ شاہین صاحب کا ارسال کردہ ہے۔ پروفیسر صاحب قلم و قرطاس کے میدان کے آدمی ہیں اور علمی تحقیق سے خصوصی شغف رکھتے ہیں۔ انہوں نے ڈاکٹر صاحب کے خیالات سے مکمل اتفاق کرتے ہوئے اُن کے لیے محترم موسیٰ بھٹو صاحب کے مخلصانہ مشورے پر جو تبصرہ کیا ہے اس سے اس بحث کا چونکہ ایک نیا گوشہ سامنے آتا ہے۔ لہٰذا اسے بھی ہدیۂ قارئین کیا جا رہا ہے۔

استاذی المکرم جناب ڈاکٹر اسرار احمد صاحب!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

مزاج گرامی۔ امید ہے بخیر ہوں گے۔ آج ہی ماہ جون کا "حکمت قرآن" ملا۔ گویا گوہر مقصود مل گیا۔ اس میں مذکور ہے کہ متعدد خطوط کے ذریعہ آپ کو یہ مشورہ دیا گیا ہے کہ آپ دین کے جامع تصور کی تبلیغ و تنفیذ کے ساتھ ساتھ روحانی تربیت کو بھی شامل نصاب کریں۔ گویا بیعت جہاد میں بیعت ارشاد کو بھی شریک کریں۔ اگر میری ڈاک کسی کونہ کھدرا میں موجود ہو تو میں نے بھی چند ماہ قبل کچھ ایسی ہی معروضات گوش گزار کی تھیں۔ چنانچہ ماہ مئی کے پرچہ میں روحانیت کے موضوع پر آپ کے مقالہ کو پڑھ کر انتہائی خوشی ہوئی۔ رسوائے "انا الحق" اور "سبحانی ما اعظم شانی" کے جملوں کے۔ میں نے نہ صرف اپنے دوست ظہیر الدین چوہدری سول جج حافظ آباد کے نام پرچہ جاری کروایا بلکہ اپنے پیر معنوی جناب حکیم محمد شریف مسلم خلیفہ مجاز سید عبد المعبود جیلانی کی خدمت میں بھی گزارش کی کہ وہ پرچہ برائے مطالعہ جاری کریں جو انہوں نے منظور فرمائی۔

بہرحال یہ امر باعث انبساط ہے کہ آپ نے روحانی تربیت کے پروگرام کے سلسلہ میں اپنے ناقص عملی کے بارے میں جلد قلم اٹھانے کا وعدہ فرمایا ہے۔

ایک بات گوش گزار کرنا لازمی سمجھتا ہوں۔ وہ یہ کہ جناب بھٹو صاحب نے آپ کو بیعت تصوف کے سلسلہ میں کسی نہ کسی بزرگ سے وابستہ ہونے کا جو مخلصانہ مشورہ دیا ہے تو اس روایت کو نبھانا آپ کے لئے ضروری نہیں۔

یہ بات میں اس لئے عرض کر رہا ہوں کہ ۱۹۷۶ء سے نہ صرف میں آپ کے دروس اور حلقۂ تلمذ میں شامل رہا ہوں بلکہ آپ کی اکثر تحریروں کا بھی مطالعہ کرتا رہا ہوں۔ لہٰذا میں پورے شرح صدر کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ ایک وجدان کی کیفیت پہلے ہی آپ کو حاصل ہے۔ نیز حضرت شاہ صاحب ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ اور سید محمود الحسنؒ دیوبندی جیسی بلند پایہ شخصیتوں سے آپ کو معنوی رابطہ و تعلق بھی حاصل ہے۔ اس لئے آپ سلسلۂ تصوف کو اپنی بیعت میں بآسانی شامل کر سکتے ہیں۔

والسلام

آپ کا تلمیذ السعید، پروفیسر عبد اللہ شاہین عفی عنہ

تعمیر سیرت نرسری سکول، جلال پور روڈ۔ حافظ آباد۔